فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: لوح محفوظ والے قلم کو کس نے پیدا کیا؟

جواب: لوح محفوظ والے قلم کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا۔

❀ وردان بن خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، اپنے عرش اور قلم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، نیز تورات اپنے ہاتھ سے لکھی، وہ کتاب بھی اپنے ہاتھ سے لکھی، جو اسی کے پاس ہے، کسی دوسرے کو اس پر اطلاع نہیں۔''

(الرّد على من يقول: القرآن مخلوق لأبي بكر النّجاد: 105، وسندهٗ حسنٌ)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ بِيَدِهٖ، وَخَلَقَ الْقَلَمَ بِيَدِهٖ، وَخَلَقَ جَنَّةَ عَدْنٍ بِيَدِهٖ.

''اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیں، نیز قلم اور جنت عدن کو بھی اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔''

(الزُّهد لهنّاد بن السّري: 45، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جس خاتون کو لیکوریا کا مرض ہے، وہ نمازوں کا کیا کرے؟

جواب: لیکوریا ایک مرض ہے، اس میں عورت پاک رہتی ہے، وہ نمازیں جاری

رکھے، البتہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کر لے۔ نیز زیر جامہ استعمال کرے۔

سوال: کیا سخت سردی یا سخت گرمی کی مشقت میں وضو کرنے کی فضیلت ہے؟

جواب: جس وقت وضو کرنا مشکل ہو، اس وقت وضو کرنا باعث فضیلت ہے، مثلاً سردی میں ٹھنڈے پانی سے اور گرمی میں گرم پانی سے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ .

''کیا میں آپ کو ایسے عمل کی راہنمائی نہ کروں، جس سے اللہ گناہ مٹا دے گا اور درجات بلند کر دے گا؟ عرض کیا : کیوں نہیں، اللہ کے رسول! فرمایا: سختی (سردی یا بیماری) میں وضو کرنا، مساجد کی طرف (دور سے) زیادہ قدم چل کر آنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط (سرحدوں کی حفاظت کرنا) ہے۔''

(صحیح مسلم :251)

اس کا یہ مطلب نہیں سردی میں گرم پانی یا گرمی میں ٹھنڈے پانی کی سہولت نہیں لی جا سکتی۔ سہولت لی جا سکتی ہے، مگر یہاں ایسے شخص کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جس کے لیے وضو کرنا مشکل ہو، مگر پھر بھی وہ مشقت برداشت کرے۔

سوال: کیا غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر ماننا ہی شرک ہے یا اللہ تعالیٰ کی کسی صفت

میں غیر اللہ کو شریک کرنا بھی شرک ہے؟

(جواب): جو رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اگرچہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں سمجھتا، مگر معاملہ برابری والا ہی کرتا ہے۔ اگر مخلوق کو مختار کل، مشکل کشا، فریاد رس اور کارساز سمجھے، تو یہ برابری کی بنیاد پر ہی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلاف امت نے جسے شرک قرار دیا ہے، وہ کوئی بھی صورت مخلوق کے لیے جائز سمجھنا شرک ہے۔ جو غیر اللہ کی پکار کرتے ہیں، ان سے اولادیں مانگتے ہیں، شفا مانگتے ہیں، نقصان کو نفع میں بدلنے کی درخواست کرتے ہیں، مقدمات میں فتح چاہتے ہیں، رزق کی فراخی کا سوال کرتے ہیں، یہ سب شرک ہے۔ اگر برابری کا نظریہ نہ ہو، ان میں سے کوئی بھی چیز غیر اللہ سے مانگے، کیا یہ شرک نہیں؟ یقیناً شرک ہے۔ قرآن کریم کے مطابق اس نے اُسے اپنا الہ ومعبود بنالیا ہے۔ اس سے برابری لازم آتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الرّوم: ٤٠)

''اللہ وہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے؟ اللہ پاک ہے اور تمام تر شریکوں سے بلند ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ﴾

(الزّمر : 8)

''جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسے پکارتا ہے، پھر جب رب اس کو اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کر دیتا ہے، تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی جانب وہ پہلے پکارا کرتا تھا، وہ اللہ کے شریک کھڑے کر لیتا ہے جو اسے راہ راست سے بھٹکا دیتے ہیں، کہہ دیجیے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اٹھا لے، یقیناً تو جہنمی ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾(البقرة : ٢٢)

''تم (مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر) اس کے برابر مت بناؤ۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ) (الأنعام : ١)

''کافر (معبودان باطلہ کو) اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں۔''

❁ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں روز قیامت کہیں گے:

﴿إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشّعراء : ٩٨)

''ہم تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے۔''

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ

اللّٰهِ﴾(البقرة : ١٦٥)

''بعض لوگ وہ ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں، جیسے اللہ سے کی جانی چاہیے۔''

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ أَنَّ مَنْ أَحَبَّ مَنْ دُونِ اللّٰهِ شَيْئًا، كَمَا يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالَى، فَهُوَ مِمَّنِ اتَّخَذَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا، فِي الْحُبِّ وَالتَّعْظِيمِ .

''اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جس نے غیر اللہ سے ایسی محبت کی، جیسی اللہ کا حق ہے، تو اس نے اسے محبت و تعظیم میں اللہ کا شریک ٹھہرا۔''

(مَدارج السّالکین : 20/3)

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں مشرکین کا حال بیان کر رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کے شریک و ہم سر بنا رکھے ہیں، جن کی اللہ کے ساتھ ساتھ وہ عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی طرح ان سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ کوئی ہم سر۔''

(تفسیر ابن کثیر :291/1)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) شرک کی دو اقسام ''شرک فی الالوھیۃ'' اور ''شرک فی الربوبیۃ'' بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الوہیت میں شرک یہ ہے کہ اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے، یعنی عبادت، محبت خوف، رجا یا رجوع وغیرہ میں کسی کو اس کا حصہ دار بنالیا جائے، یہ وہ شرک ہے

جسے اللہ توبہ کے بغیر معاف نہیں فرمائے گا...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی سے اللہ کی شایان شان محبت کرتا ہے، مشرک ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ٭تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٭إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٦ـ٩٨)
''روز قیامت مشرکین اپنے شریکوں کے ساتھ جھگڑتے ہوئے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہماری یہ کھلی گمراہی تھی کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔''

(مَجموع الفتاوٰی :91/1)

نیز فرماتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ عملی شرک کی اصل محبت میں شرک ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾(البقرة : ١٦٥) ''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(قاعدة في المَحَبة ص 69)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَجَعَلْتَنِي وَاللّٰهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ.

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ تو نبی

کریم ﷺ نے اسے فرمایا: آپ نے مجھے اور اللہ تعالیٰ کو برابر کر دیا، بلکہ وہی ہوگا، جو اکیلا اللہ چاہے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 1839، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا کے الفاظ ثابت نہیں۔ جس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔ دیگر ثقات یہ الفاظ بیان نہیں کرتے۔

سوال: حدیث: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ، طُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا میں صُورَتِهٖ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث صحیح بخاری (٦٢٢٧) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آتی ہے۔ اس میں ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ قریب ترین مرجع لفظ ''آدم'' ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آدم علیہ السلام کی جو صورت متعین تھی، اسی پر تخلیق کر دی گئی، آپ علیہ السلام کو دیگر مخلوقات کی طرح مختلف مراحل سے گزار کر تخلیق نہیں کیا گیا۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَعْنَى الْخَبَرِ عِنْدَنَا بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ، إِبَانَةُ فَضْلِ آدَمَ عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ، وَالْهَاءُ رَاجِعَةٌ إِلٰى آدَمَ، وَالْفَائِدَةُ مِنْ رُجُوعِ الْهَاءِ إِلٰى آدَمَ دُونَ إِضَافَتِهَا إِلَى الْبَارِءِ جَلَّ وَعَلَا ـ جَلَّ رَبُّنَا وَتَعَالٰى عَنْ أَنْ يُشَبَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْمَخْلُوقِينَ أَنَّهٗ جَلَّ وَعَلَا جَعَلَ سَبَبَ الْخَلْقِ

الَّذِي هُوَ الْمُتَحَرِّكُ النَّامِي بِذَاتِهِ اجْتِمَاعَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، ثُمَّ زَوَالَ الْمَاءِ عَنْ قَرَارِ الذَّكَرِ إِلٰى رَحِمِ الْأُنْثٰى، ثُمَّ تَغَيُّرَ ذٰلِكَ إِلَى الْعَلَقَةِ بَعْدَ مُدَّةٍ، ثُمَّ إِلَى الْمُضْغَةِ، ثُمَّ إِلَى الصُّورَةِ، ثُمَّ إِلَى الْوَقْتِ الْمَمْدُودِ فِيهِ، ثُمَّ الْخُرُوجِ مِنْ قَرَارِهٖ، ثُمَّ الرَّضَاعِ، ثُمَّ الْفِطَامِ، ثُمَّ الْمَرَاتِبِ الْأُخَرِ عَلٰى حَسَبِ مَا ذَكَرْنَا إِلٰى حُلُولِ الْمَنِيَّةِ بِهٖ، هٰذَا وَصْفُ الْمُتَحَرِّكِ النَّامِي بِذَاتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ وَخَلَقَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَّا آدَمَ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خَلْقَهٗ عَلَيْهَا، وَطُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا مِّنْ غَيْرِ أَنْ تَكُونَ تَقْدُمُهُ اجْتِمَاعُ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، أَوْ زَوَالُ الْمَاءِ، أَوْ قَرَارُهٗ، أَوْ تَغْيِيرُ الْمَاءِ عَلَقَةً أَوْ مُضْغَةً، أَوْ تَجْسِيمُهٗ بَعْدَهٗ، فَأَبَانَ اللّٰهُ بِهٰذَا فَضْلَهٗ عَلٰى سَائِرِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ خَلْقِهٖ، بِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نُطْفَةً فَعَلَقَةً، وَلَا عَلَقَةً فَمُضْغَةً، وَلَا مُضْغَةً فَرَضِيعًا، وَلَا رَضِيعًا فَفَطِيمًا، وَلَا فَطِيمًا فَشَابًّا كَمَا كَانَتْ هٰذِهٖ حَالَةُ غَيْرِهٖ.

''ہمارے مطابق اس حدیث میں فرمان نبوی: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر تخلیق کیا۔'' کا مقصد سیدنا آدم علیہ السلام کی تمام مخلوق پر فضیلت کو بیان کرنا ہے۔ اس میں ''ہ''، ضمیر کا مرجع ''آدم'' ہیں۔ اس ضمیر کو باری تعالیٰ، جو اس سے بہت بلند ہے کہ اسے کسی چیز میں مخلوق سے تشبیہ دی جائے، کے بجائے سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف لوٹانے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرکت

کرنے والی اور نشو ونما پانے والے مخلوق کی تخلیق کے اسباب بنائے ہیں، (مثلاً؛) نر اور مادہ کا ملنا، پھر مادہ منویہ کا نر سے مادہ کی رحم میں منتقل ہونا، پھر اس نطفہ کا ایک مدت بعد خون کا لوتھڑا بننا، پھر (ایک مدت بعد) گوشت کا ٹکڑا بننا، پھر (ایک مدت بعد) صورت بننا، پھر لمبی مدت تک بطن میں پرورش پانا، پھر شکم مادر سے باہر (دنیا میں) آنا، پھر ماں کا دودھ پینا، پھر دودھ چھوڑنا، پھر دوسرے تمام مراحل، یہاں تک کہ (زندگی کے اختیام کے وقت) موت کا آنا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیے ہیں۔ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کے ہیں، جو حرکت کرتی ہے اور جس کا وجود بڑھتا ہے۔ اللہ جل وعلا نے آدم علیہ السلام کو اسی صورت پر تخلیق کیا، جس پر ان کی تخلیق ہے، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا، اس تخلیق سے پہلے آپ کو مختلف مراحل مرد اور عورت کا ملاپ یا مادہ منویہ کا رحم مادر میں انتقال، یا رحم مادر میں قرار پکڑنا، یا مادہ منویہ کا خون کے لوتھڑے یا گوشت کے ٹکڑے میں تبدیل ہونا، یا بعد میں جسم بننا، سے نہیں گزارا گیا۔ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی باقی تمام مخلوق پر فضیلت بیان کی ہے کہ آپ علیہ السلام نہ نطفہ تھے کہ خون کا لوتھڑا بنتے، نہ لوتھڑا تھے کہ گوشت کا ٹکڑا بنتے، نہ گوشت کا ٹکڑا تھے کہ (شکم مادر میں جسمانی نشو ونما پاتے، نہ آپ کی پیدائش ہوئی کہ) آپ مدت رضاعت سے گزرتے، نہ مدت رضاعت سے گزرے کہ دودھ چھوڑتے، نہ دودھ چھوڑایا گیا کہ نوجوانی کی طرف بڑھتے، جیسا کہ ان مراحل سے دوسروں کو گزارا گیا ہے۔''

(صحيح ابن حبان، تحت الحديث: 6162)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ تُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ قَالَ : إِنَّ الضَّمِيرَ لِآدَمَ وَالْمَعْنٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْجَدَهٗ عَلَى الْهَيْئَةِ الَّتِي خَلَقَهٗ عَلَيْهَا لَمْ يَنْتَقِلْ فِي النَّشْأَةِ أَحْوَالًا وَلَا تَرَدَّدَ فِي الْأَرْحَامِ أَطْوَارًا كَذُرِّيَّتِهٖ بَلْ خَلَقَهُ اللّٰهُ رَجُلًا كَامِلًا سَوِيًّا مِنْ أَوَّلِ مَا نَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ ثُمَّ عَقَّبَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ : وَطُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَعَادَ الضَّمِيرُ أَيْضًا عَلٰى آدَمَ.

''یہ روایت ان کی تائید کرتی ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو اُسی ہیئت کے مطابق وجود دے دیا، جس ہیئت پر ان کی تخلیق کی تھی، مختلف احوال سے گزار کر ان کی نشو ونما نہیں کی، نہ ہی رحم مادر میں مختلف حالتوں سے گزارا، جیسا کہ ذرّیت آدم کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شروع سے ہی جب ان میں روح پھونکی، ایک مکمل اور صحیح سلامت آدمی کی صورت میں تخلیق کیا۔ حدیث کے اگلے الفاظ کہ ان کا قد ساٹھ (۶۰) ہاتھ لمبا تھا۔ اس میں بھی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف ہی لوٹتی ہے۔''

(فتح الباري : 366/6)

❁ صحیح مسلم (۲۶۱۲) کی روایت کا بھی یہی مفہوم ہے:

إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ.

''جب کوئی اپنے بھائی سے لڑ پڑے، تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی (پہلی اور اصلی) صورت کے مطابق تخلیق کیا ہے۔''

فائدہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے **منسوب** ہے:

إِنَّ ابْنَ آدَمَ خُلِقَ عَلٰى صُورَةِ الرَّحْمٰنِ .

''ابن آدم کو رحمٰن کی صورت کے مطابق تخلیق کیا گیا ہے۔''

(السّنّة لابن أبي عاصم : 517، التّوحيد لابن خزيمة :85/1)

روایت ضعیف و منکر ہے۔

① اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② حبیب بن ابی ثابت بھی مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

③ حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے روایت میں کلام ہے۔

❀ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءٍ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ .

''حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے (کئی) روایات غیر محفوظ ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي :263/1، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا گیا؟

(جواب): اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟ اس بارے میں اہل علم کے کئی اقوال ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلْقَهُ اللّٰهُ تَعَالَى الْقَلَمَ وَأَمَرَهُ فَكَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ يَكُونُ.

''سب سے پہلی چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا، وہ قلم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا (کہ لکھ)، تو اس نے ہر وہ کچھ لکھ دیا، جو ہونے والا تھا۔''

(مسند أبي يعلى: 2329، الأسماء والصّفات للبيهقي: 803، وسندهٗ صحيحٌ)

نص کی دلالت اس پر ہے کہ سب سے پہلے قلم کو تخلیق کیا گیا۔

سوال: ایک شخص امریکہ میں رہتا ہے، اس نے اپنی چھوٹی بہن کے ہاں ۳۰۰۰ ڈالر رکھوائے ہوئے تھے۔ بھائی نے چھوٹی بہن سے کہا کہ یہ رقم بڑی بہن کو دے دے۔ اسی دوران چھوٹی بہن کا بھانجہ آ گیا۔ بھانجہ بڑی بہن یعنی اپنی بڑی خالہ کے گھر کے قریب رہتا تھا، اس لیے چھوٹی بہن نے مناسب سمجھا کہ یہ رقم بھانجے کے ہاتھ بڑی بہن کو بھجوا دیتی ہوں۔ تو اس نے ۳۰۰۰ ڈالر بھانجے کو دیے کہ وہ اپنی بڑی خالہ کو دے دے۔

رقم دیتے وقت نہ بھانجے نے گنی اور نہ چھوٹی خالہ نے گن کر دی۔ یہ تقریباً ڈیڑھ بجے دوپہر کا وقت تھا، بھانجے کا کہنا ہے کہ رقم ایک لفافے میں لپٹی ہوئی تھی، جس پر نیلی سیاہی میں ۳۰۰۰ ڈالر لکھا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک ربر بینڈ چڑھا ہوا تھا۔

بھانجا جب بڑی خالہ کے گھر رقم دینے گیا، تو خالہ اس وقت نماز عشاء پڑھ رہی تھی، پیسے خالو نے دروازے پر وصول کر لیے، وہ لفافہ اسی طرح بند تھا، خالو نے بھی رقم نہ گنی، یہ تقریباً رات ساڑھے نو بجے کا وقت تھا۔

بڑی بہن نے جب رقم گنی، تو ان میں سے ۱۲۰۰ ڈالر کم تھے۔

اب چھوٹی خالہ کہتی ہے کہ اس نے پیسے گن کر لفافے میں رکھے تھے، بھانجا کہتا ہے

کہ اس نے تمام پیسے اسی طرح پہنچائے ہیں، کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تمام افراد صرف شک کی بنا پر بھانجے پر الزام لگا رہے ہیں۔

اس بارے میں کیا راہنمائی فرماتے ہیں؟

جواب: مسؤلہ صورت حال کے مطابق ۱۲۰۰ ڈالر کی ادائیگی چھوٹی بہن پر ہے، جسے یہ امانت سونپی گئی تھی۔ اس کی غفلت کی وجہ سے نقصان ہوا ہے، اسے چاہیے تھا کہ وہ رقم گن کر بھانجے کے سپرد کرتی، تاکہ وہ ضامن بن جاتا۔ اب جبکہ اس نے بھانجے کو رقم گن کر نہیں دی، تو بھانجا قصوروار نہیں اور اس سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَا صُورَةَ .

''تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے، اگر تصویر میں سر کو کاٹ دیا جائے، تو اسے تصویر نہیں کہا جاتا۔''

(مُعجم أسامي شيوخ أبي بكر الإسماعيلي :291)

جواب: یہ روایت مرفوعاً باطل ہے۔ عدی بن فضل تیمی ''ضعیف و متروک'' ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے میں عدی بن فضل منفرد ہے۔

البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف ثابت ہے، جس کے الفاظ ہیں:

الصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ بِصُورَةٍ .

''تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے، اگر (تصویر میں) سر کو کاٹ دیا جائے، تو وہ تصویر نہیں رہتی۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 14580، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عکرمہ مولی ابن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الصُّورَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ فَلَا بَأْسَ.

''تصویر تو سر کے ساتھ ہوتی ہے، جب اسے کاٹ دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25299، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کلاتھ ہاؤسز اور گارمنٹس سٹورز میں مجسمے (Dummies) رکھے ہوتے ہیں، ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: دوکانوں پر عورتوں یا مردوں کے مجسمے (Dummies)، تماثیل وتصاویر کو ناقابل اعتنا لباس پہنا کر سر بازار رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ غیرت ایمانی کے بھی منافی ہے۔

اسی طرح کی تصاویر وتماثیل اور مجسموں سے عورتوں کو بے حیائی اور عریانی وفحاشی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ یہ بے ہودگی، انتہا درجہ کی بداخلاقی اور بے حیائی وفحاشی والی روش ہے، جو دین اسلام کے پاکیزہ مزاج کے سراسر خلاف ہے۔ یہ قبیح فعل حرام وناجائز ہے۔ کسی سنجیدہ اور شریف الطبع انسان کو زیبا نہیں کہ وہ اس طرح کی بے ہودہ کاروائی سے اپنا مالِ تجارت فروخت کرے۔ یہ دولت کمانے کا باطل حیلہ ہے۔

اگر ان مجسموں کا سر نہ بھی ہو، تب بھی ان سے بے ہودگی اور غیر سنجیدگی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ اس سے کسی انسان کی بری ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ ان مجسموں کی حرمت وممانعت پر درج ذیل دلائل وارد ہوئے ہیں؛

حرمتِ تصویر اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت:

تصویر امتِ مسلمہ میں سب سے بڑا فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے مٹانے کا حکم

فرمایا ہے، اس سے منع بھی فرمایا اور اس فعل قبیح کے مرتکب کو سخت وعید بھی فرمائی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً .

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان لوگوں سے بڑھ کر ظالم کون ہوں گے، جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کی کوشش کرنے لگیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر دکھائیں۔''

(صحيح البخاري : 7559، صحيح مسلم : 2111)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ القِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ .

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، روزِ قیامت اُسے اس میں روح پھونکنے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن وہ پھونک نہ سکے گا۔''

(صحيح البخاري : 5963، صحيح مسلم : 2110)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ .

''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ آدمی ہوگا، جس نے کسی نبی کو

قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا اور گمراہ امام اور تصویر ساز۔''

(مسند الإمام أحمد : 407/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾(الأحزاب : ٥٧) قَالَ : أَصْحَابُ التَّصَاوِيرِ .

''فرمان باری تعالیٰ:﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾''وہ لوگ، جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں۔''میں مصور (بھی) شامل ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 484/8، وسندهٗ صحيحٌ)

تصویر ایسا فتنہ ہے، جو شرک جیسے فتنے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی تخلیق کی مشابہت ہے۔ یہ بے حیائی وفحاشی کا باعث ہے۔ یہ کفار کی مشابہت بھی ہے۔

رحمت کے فرشتوں کے لیے رکاوٹ:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ .

''اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں مورتیاں یا تصاویر ہوں۔''

(صحيح مسلم : 2112)

جس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں، اس میں رحمت وبرکت کیسے آسکتی ہے؟

تصویر فحاشی ہے:

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنِ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾(النّور : ١٩)

''بلاشبہ جولوگ مؤمنوں میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں، ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

حیاسوز سائن بورڈ، مختلف کمپنیوں کی تصاویر پر مبنی اشیاء کی ایڈورٹائزمنٹ سب حرام وممنوع ہیں۔

کفار سے مشابہت:

❁ امام مسلم بن صبیح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ، فَرَأَى فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ، فَقَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ .

''میں مسروق رحمہ اللہ کے ساتھ ایک مکان میں تھا، جس میں سیدہ مریم علیہا السلام کی مورتیاں تھیں، مسروق رحمہ اللہ فرمانے لگے، یہ کسریٰ کی مورتیاں ہیں، میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 5950، صحيح مسلم : 2109)

معلوم ہوا کہ مورتیاں اور مجسمہ جات (Dummies) بنانا کفار کا شیوہ ہے، لہٰذا یہ

حرام وناجائز اور گناہ ہے۔ گناہ رزق سے محرومی کا باعث ہے۔

سوال: قراءات سبعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قراءات سبعہ متواتر ہیں۔

❁ علامہ ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقِرَاءَ اتُ السَّبْعُ مُتَوَاتِرَةٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَجَمِيعِ أَهْلِ السُّنَّةِ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ، فَإِنَّهَا آحَادٌ عِنْدَهُمْ.

''قراءات سبعہ ائمہ اربعہ اور تمام اہل سنت کے ہاں متواتر ہیں، معتزلہ اس میں مخالفت کرتے ہیں، وہ انہیں آحاد خیال کرتے ہیں۔''

(الغاية في شرح الهداية : 442/7)

سوال: بوڑھے آدمی کے روزے کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: اجماع ہے کہ بوڑھا آدمی، جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو، روزہ نہ رکھے، بلکہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ، وَالْعُجُوزِ الْعَاجِزَيْنِ عَنِ الصَّوْمِ أَنْ يُفْطِرَا.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت روزہ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، تو وہ روزہ چھوڑ دیں۔''

(الإجماع : 129، الإشراف : 152/3)

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ اَلشَّيْخُ الْكَبِيرُ، وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا، فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا .

''سورت بقرہ (۱۸۴) منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے، جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔''

(صحيح البخاري : 4505)

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

(بدائع الصّنائع : 97/2)

سوال: کیا محض نبی کریم ﷺ کے خاندان سے ہونا روز قیامت فائدہ دے گا؟

جواب: روزہ قیامت نجات کا انحصار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا قریبی ہونا کسی غیر مسلم یا فاسد العقیدہ کو بالکل فائدہ نہ پہنچائے گا اور نہ اس کے حق میں یہ باعث فضیلت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے نسب سے ہونا اسی کے لیے باعث فضیلت ہے، جو صحیح العقیدہ ہے اور اعمال صالحہ کرتا ہے۔

❁ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي، يَعْنِي فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ .

''سن لیں کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5990، صحيح مسلم : 215، واللّفظ لهٗ)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّمَا وَلِيِّيَ مَنْ كَانَ صَالِحًا وَإِنْ بَعُدَ نَسَبُهُ مِنِّي وَلَيْسَ وَلِيِّي مَنْ كَانَ غَيْرُ صَالِحٍ وَإِنْ كَانَ نَسَبُهُ قَرِيبًا .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میری دوستی اس کے ساتھ ہے، جو نیک ہے، اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی نہ ہو۔ نیز میری دوستی ایسے شخص کے ساتھ نہیں، جو نیک نہ ہو، اگر چہ وہ نسب کے اعتبار سے میرا قریبی ہو۔''

(شرح النّووي : 88/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ، فَقَالَ : يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةَ بنِ كَعْبٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي هَاشِمٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پیغام بھیجا، تو ہر عام و خاص جمع ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی کعب بن لؤی! (ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ) خود کو جہنم

سے بچالیں، اے بنو مرہ بن کعب! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنو عبد شمس! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنو عبد مناف! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنو ہاشم! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنو عبد المطلب! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے فاطمہ! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچا لیں، میں تمہیں اللہ (کے عذاب) سے بچانے کا ذرہ برابر مالک نہیں ہوں۔ البتہ (دنیا میں) میری آپ سے جو رشتہ داری ہے، اسے نبھاتا ہوں گا۔''

(صحیح مسلم : 204)

❀ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ، سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .

''اے فاطمہ بنت رسول! جو مانگنا ہے، اب (دنیا میں) مانگ لیجئے، میں اللہ کے عذاب سے آپ کو نہیں بچا سکتا۔''

(صحيح البخاري :4771، صحيح مسلم : 206)

نبی کریم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کو کلمہ کی دعوت دیتے رہے، مگر انہوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور نبی کریم ﷺ کا قریبی ہونا ان کے لیے نجات کا باعث نہ بن سکا، بلکہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں۔